درس ترمذی شریف
افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی الحسد

حسد کے بارے میں بیان

حدثنا عبدالجبار بن العلاء بن عبدالجبار العطار وسعید بن عبدالرحمن قالا ثنا سفیان بن عیینه عن الزهری عن انسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لاتقاطعوا ولاتدابروا ولاتباغضوا ولاتحاسدوا وکونوا عبادالله اخواناً. ولایحل للمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث.

هذا حدیث حسن صحیح ...... وفی الباب عن أبی بکر الصدیق والزبیر بن العوام وابن عمر وابن مسعود وابی هریرة.

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک دوسرے سے قطع تعلق مت کرو، اور ایک دوسرے کو پیٹھ مت پھیرو۔ اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو۔ اور اے اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بنو۔ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے (دوسرے مسلمان) بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ سلام کلام ترک کرے۔ ...... اور اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات ہوئی ہیں۔

توضیح وتشریح: دلوں کی ایک مہلک بیماری حسد بھی ہے۔ یہ نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ”حسد سے بچو! کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے جیسا کہ آگ ایندھن کو کھا کر ختم کر دیتا ہے۔“ اگر بندہ بہت نمازیں پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ اور دوسری نیکیوں کی بھی اس کے ہاں بہتات ہو لیکن جب وہ دل میں دوسرے بھائی کے ساتھ حسد اور بغض رکھتا ہے تو یہ چیز ان تمام نیکیوں کو برباد کر دیتی ہے۔

حسد کیا ہے؟ جب کوئی شخص دوسری کو دی گئی نعمت کے زوال کی تمنا کرے تو یہ حسد کہلاتا ہے۔ چاہے اس نعمت

کا اپنے لئے حاصل کرنے کی کوشش کرے یا نہ کرے۔ مثلاً کسی دوسرے کی عزت' قابلیت' اور لیڈری وغیرہ کو نہ دیکھ سکتا ہو۔ کہ اس کو یہ نعمت کیوں ملی ہے۔ اور یہ تمنا کرتا ہو کہ اس سے یہ نعمت چھین جاوے۔ اللہ کے بندے! تجھے کیا تکلیف ہے' اس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے۔ مال دیا ہے۔ کمال دیا ہے۔ اور عزت دی ہے۔ تو اس میں اس کی اہلیت ہو گی اور تمہارے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ سارے راستے کھلے رکھے ہیں۔ جب وہ دوسرا طالب العلم فسٹ نمبر حاصل کر سکتا ہے تو تم بھی محنت کرو تم بھی فسٹ آ سکتے ہو۔ جب تم نے محنت نہیں کی اور اس نے سارا سال محنت کر کے اعلیٰ نمبر حاصل کئے تو اب اس کے ساتھ تو حسد کرنے لگتا ہے۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اور اس کا بڑا جرم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حسد کرنے والا دراصل اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک نعمت اپنے ایک بندے کو دے دی ہے۔ لیکن حاسد کو اس پر اعتراض ہے کہ اس کو یہ نعمت' عزت اور دولت کیوں دی ہے یہ علم اور منصب وغیرہ کیوں ملا ہے۔ تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی عطاء اور تقسیم کو درست نہیں سمجھتا۔ اس لئے وہ اس بندے سے اس نعمت کے زوال کی تمنا کرتا ہے۔ لہذا اس سے بچنا چاہیے ورنہ یہ ایک متقی اور نیکوکار بندے کی بہت ساری نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

<u>حسد کب جرم بن جاتا ہے؟</u> پھر حسد کا جرم اور گناہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ جب اس کے دل میں کسی سے اس کو دی گئی نعمت کے زوال کی تمنا آ جائے۔ اور پھر وہ اس آدمی سے اس نعمت کو زائل کرنے کی کوشش بھی شروع کر دے۔ تب تو یہ ظلم ہے اور اس کا جرم اور گناہ ہونا واضح ہے۔

اور اگر وہ اس سے اس نعمت کے زائل کرنے کی کسی قسم کی کوشش اور سعی نہ کرے اور اپنی اس بری تمنا کا اظہار بھی نہ کرے اور اس حسد کی وجہ سے اس آدمی کے ساتھ کوئی بھی ایسا رویہ اور طرز عمل اختیار نہ کرے جو کہ ایک مسلمان کے ساتھ شرعاً ممنوع ہے۔ تو اب دیکھا جاوے گا کہ اس نے اس نعمت کے زائل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی' اور اس کے ساتھ غلط طرز عمل کیوں اختیار نہ کیا۔ اس سے مانع کیا ہے؟ پس اگر یہ مانع اس کی عجز و کمزوری ہے' یعنی اگر اس کی قدرت ہوتی تو وہ اس آدمی کو اس حالت پر نہ چھوڑ دیتا بلکہ وہ اس سے اس عزت' دولت اور منصب وغیرہ کو زائل کرنے کی کوشش کرتا اور وہ اس سے چھین لیتا تو یہ بھی جرم و گناہ ہے۔ اور اگر یہ مانع اس کی عجز و کمزوری نہیں ہے' بلکہ تقویٰ اور خوف الہیٰ ہے' یعنی وہ اس آدمی سے اس نعمت کے زائل کرنے کی کوشش اس لئے نہیں کرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے' نیز اس کے ساتھ قولاً و فعلاً کوئی غلط طرز عمل اس لئے اختیار نہیں کرتا کہ وہ اس کو گناہ سمجھتا ہے اور خوف الہیٰ کی وجہ سے اس سے باز رہتا ہے۔ تو اس صورت میں یہ امید ہے کہ اس کو معذور قرار دیا جاوے۔ اور اس سے وہ گناہ گار نہ ہو' کیونکہ اس کے دل میں جو اس آدمی سے نعمت کے زوال کی تمنا آئی ہے۔ یہ نفسانی خیالات ہیں اور اس کو دفع کرنے پر انسان قدرت نہیں رکھتا۔ تو اس کیلئے گناہ سے بچنے کیلئے یہ مجاہدہ کافی ہے کہ وہ اس غلط خیال کے مقتضیٰ پر عمل کرنے کا ارادہ اس لئے نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اسے لاحق ہے۔ اور عبدالرزاق نے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ اس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا' بدفالی' گمان اور حسد۔ کہا گیا کہ اے تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ! پھر اس سے نکلنے کا کیا راستہ ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب تو بدفالی کرے تو دوبارہ اس کی طرف نہ آؤ اور جب تجھے گمان آ جائے تو اس کی تحقیق و تفتیش میں نہ لگ جاؤ۔ اور جب تو حسد کرے تو ظلم اور فساد مت کرو''

اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ''کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس میں حسد نہ ہو۔ پس یہ حسد جس آدمی کو گناہ فساد اور ظلم کی طرف نہ لے جائے تو اس حسد کا اس پر کوئی وبال نہیں ہے۔'' کذا فی فتح الباری

لا تقاطعوا ولا تدابروا: یعنی ایک دوسرے کے ساتھ قطع تعلق مت کرو۔ بائیکاٹ مت کرو۔ اور بعض نے ولا تدابروا کا مطلب یہ لیا ہے کہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی بیان مت کرو یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

ولا تباغضوا: اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور بعض نے اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ مذاہب مختلفہ اختیار کر کے اختلاف پیدا مت کرو۔

وقیل لا تختلفوا فی الأهواء والمذاهب لأن البدعة فی الدین والضلال عن الطریق المستقیم یوجب البغض (لمعات)

یعنی خواہشات کی پیروی کر کے مختلف مذاہب اختیار نہ کرو' کیونکہ دین میں بدعت نکالنا (اور شریعت کے بتلائے ہوئے) سیدھے راستے سے بھٹک جانا (مسلمانوں کے درمیان) بغض اور نفرت پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

وکونوا عباد الله اخوانا یعنی اے اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بنو! یعنی اصل میں یا عباد الله الخ ہے۔ حرف ندا حذف ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ اور إخوانا خبر ہے' کونوا کے لئے اور یا لفظ عباد الله منصوب ہے اس بناء پر کہ یہ کونوا کے لئے خبر ہے۔ اور اخوانا خبر ثانی ہے۔ اس اعتبار سے عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ: اللہ تعالیٰ کے بندے بنو۔ بھائی بھائی بنو! اور اس سے اس بات پر تنبیہ ہوتی ہے کہ افعال مذکورہ' یعنی ایک دوسرے سے بائیکاٹ' قطع تعلق کرنا' ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور ایک دوسرے سے حسد کرنا' یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی عبدیت کے منافی ہیں۔ عبدیت الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ دو تب جا کر اللہ تعالیٰ کے صحیح بندے بن جاؤ گے۔

لا یحل للمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاث: اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اور اس کی مزید تفصیل و تشریح باب ماجاء فی کراهیة الهجرة میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کی حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔

حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان ثنا الزهری عن سالم عن ابیه قال: قال رسول الله ﷺ: لا حسد الا فی اثنتین' رجل آتاه الله مالاً فهو ینفق منه آناء اللیل

وآناء النهار ورجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء اليل وآناء النهار۔

هذا حديث حسن صحيح۔ وقدروى عن ابن مسعود و ابى هريرة عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم نحو هذا۔

ترجمہ: حضرت سالمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد جائز نہیں ہے، مگر دو خصلتوں میں، ایک اس آدمی کی خصلت جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پس وہ آدمی اس مال میں سے رات کی ساعتوں میں اور دن کی ساعتوں میں خرچ کرتا ہے۔ اور دوسرا آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو پس وہ اس پر عمل کرتا ہے رات کی ساعتوں میں اور دن کی ساعتو میں۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوہریرۃؓ سے بھی اس حدیث کے موافق روایتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

حسد اور غبطہ: لاحسد الا فى اثنتين: یعنی حسد جائز نہیں ہے مگر ان دو خصلتوں میں جائز ہے۔ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ حسد جائز نہیں اگر جائز ہوتا تو ان دو خصلتوں میں جائز ہوتا۔ لیکن جائز نہیں ہے۔ اور یا مطلب یہ ہے کہ یہ دو چیزیں اتنی محمود، محبوب اور مطلوب ہیں کہ اس کے حاصل کرنے کیلئے اگر حسد بھی کرنا پڑے تب بھی اسکو حاصل کرنا چاہیئے، یعنی مبالغہ ہے کہ کسی بھی طریقے سے ان کو حاصل کرنا چاہیے۔ یا حسد کا مجازی معنی مراد ہے، یعنی غبطہ۔ کیونکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حسد کا ایک معنی حقیقی ہے اور ایک معنی مجازی۔ حقیقی معنی میں حسد کسی صاحب نعمت سے اسکی نعمت کے زوال کی تمنا کرنے کو کہا جاتا ہے، اور یہ بالا جماع حرام و ناجائز ہے اور حسد کا مجازی معنی یہ ہے کہ اس نعمت کے سی نعمت اپنے لئے حاصل ہونے کی تمنا کرے اس صاحب نعمت سے اسکے زوال کی تمنا کئے بغیر۔ اور اسے غبطہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ غبطہ اگر دنیوی نعمتوں میں کیا جاوے تو مباح ہے اور اگر طاعت و عبادت میں ہو تو مستحب او رکار ثواب ہے اور اس حدیث میں بھی یہی غبطہ مراد ہے، لیکن اسمیں بھی یہ اشکال ہے کہ اگر مراد غبطہ ہو تو یہ تو ہر قسم کی نعمت میں جائز ہے تو پھر ان دو خصلتوں کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ غبطہ اگرچہ ہر نعمت میں جائز ہے لیکن ہر قسم کی نعمت میں غبطہ کرنا شرعاً محمود اور مطلوب نہیں ہے اور مذکورہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان کے متعلق شریعت مقدسہ ترغیب دیتی ہے کہ انکے حاصل کرنے کیلئے غبطہ کرو۔ فبذلك فليتنا فس المتنافسون۔

رجل أتاه الله مالاً فهو ينفق منه آناء الليل وآنا و النهار۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو چاہے مال زیادہ ہو یا کم پس وہ اس مال کو خرچ کرتا ہو۔ دن اور رات کی ساعتوں میں۔ یہاں خرچ کرنے سے مراد فی سبیل اللہ خرچ کرنا ہے کیونکہ ایسا مال مبارک ہے اور قابل رشک ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کی غرض سے امور خیر میں صرف کیا جاتا ہے۔ مثلاً مسکینوں، غریبوں کو دیا جاتا ہو، طالبان دین پر خرچ

کیا جاتا ہو۔اور جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا جاتا ہو۔اور جو مال ایسا ہو جس کی بدولت انسان شراب پیتا ہو، فحاشی کرتا ہو، ظلم اور بے دینی کے کاموں میں لگا دیتا ہو، یہ مال تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت وعذاب ہے، اور آخرت میں بھی ایسے مال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا چاہیے؟

ورجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آنا الليل و اناء النهار یعنی دوسرا اس آدمی کی خصلت قابل رشک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو۔ پھر وہ قرآن کے ساتھ برابر کھڑا ہوتا ہے۔ رات کی ساعتوں میں اور دن کی ساعتوں میں۔

قیام بالقرآن: قیام بالقرآن سے مراد اس پر عمل کرنا ہے۔ پھر یہ عمل کرنا عام ہے۔ یعنی قرآن پاک کو نماز میں پڑھنا اور خارج نماز اس کی تلاوت کرنا اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنا اور اسکے منہیات سے اجتناب کرنا، قرآن پاک کے علوم کے نشر واشاعت کرنا، اور قرآن کے مطابق فتویٰ دینا۔ اور قرآنی قانون کے مطابق فیصلے کرنا یہ سب قیام بالقرآن سے مراد ہے۔ پس جس آدمی کو حفظ قرآن کریم اور علم القرآن کی دولت نصیب ہوئی اور پھر وہ رات کے اوقات میں اور دن کے اوقات میں قرآن کریم کو نماز میں پڑھتا ہے اور خارج نماز بھی۔ اور قرآن کے مطابق عمل کرتا ہے اور قرآن کی خدمت میں لگا رہتا ہے تو اس آدمی کی یہ خصلت قابل رشک ہے۔

باب ماجاء فی التباغض

ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھنے کا بیان

حدثنا هناد قال ثنا ابو معاوية عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: إن الشيطن قد أيس أن يعبده المصلون ولكن في التحريش بينهم: وفي الباب عن انس وسليمان بن عمرو بن الاحوص عن ابيه. هذا حديث حسن و أبو سفيان اسمه طلحة بن نافع.

ترجمہ:۔ ''حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: یقیناً شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے (مومنین) اس کی عبادت کریں۔ لیکن وہ مسلمانوں کے درمیان فتنے وفسادات برپا کرنے سے مایوس نہیں ہے۔'' اور اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ اور سلیمان بن عمرو بن الأحوص سے البتہ اپنے والد سے روایت نقل کی ہے۔ اور ابوسفیان نام طلحہ بن نافع ہے۔

شیطان کی مایوسی: ان الشيطن قد ايس ان يعبده المصلون:

بعض کا کہنا ہے کہ یہاں شیطن سے مراد جنس شیاطین ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ ابلیس، رئیس الشیاطین مراد ہے۔ یعنی شیطن اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں۔

نماز ایمان کی علامت ہے: اور نماز پڑھنے والوں سے مراد مؤمنین ہیں۔لیکن مصلین کا ذکر اس وجہ سے ہوا کہ نماز تمام اعمال میں سے بہترین عمل ہے۔اور ایمان کی علامت ہے، اس بناء پر مومنین کی جگہ مصلین ذکر ہوا۔جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: نهيتكم عن قتل المصلين ۔ میں نے تم کو نماز پڑھنے والوں کے قتل کرنے سے منع کیا ہے۔اس سے بھی مراد مومنین ہیں۔یعنی کسی مومن کا قتل ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔اس میں یہ تنبیہ موجود ہے کہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نماز پڑھے گا کہ جس طرح اسکو مومن کہا جاتا ہو اسی طرح اس کو مصلی (نماز پڑھنے والا) کہا جائے۔کیونکہ قرآن وحدیث میں کبھی ایمان کی جگہ نماز اور کبھی نماز کی جگہ ایمان لایا گیا ہے۔جیسا کہ آیت کریمہ ما كان الله ليضيع ايمانكم (الاية البقرہ) یہاں عام مفسرین نے ایمان سے مراد نماز لی ہے۔اس طرح: قالوا لم نك من المصلين ۔ میں بعض کے نزدیک مصلین سے مراد مومنین ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان اور نماز لازم اور ملزوم ہیں۔ایمان کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی۔اس طرح نماز کے بغیر ایمان کا برقرار رہنا بھی مشکل ہے۔

أن يعبده المصلون: یعنی شیطان اس سے مایوس ہو چکا ہے کہ مومنین اس کی عبادت کریں۔بعض محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں شیطان کی عبادت سے مراد۔بت پرستی یعنی بت کی عبادت کرنا ہے۔کیونکہ بت پرستی کی طرف شیطان دعوت دیتا ہے اور حقیقت میں یہ شیطان کی عبادت ہے۔جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے۔يا أبت لا تعبد الشيطن (الاية)"اے اباجان شیطان کی عبادت نہ کر۔" حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ براہ راست شیطان کی عبادت نہ کرتا تھا بلکہ وہ بت پرستی میں مبتلا تھا۔اور اس حدیث کے ساتھ مسلم کی روایت میں "في جزيرة العرب" کا قید بھی لگایا گیا ہے۔تو اس اعتبار سے حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جزیرۃ العرب میں دوبارہ بت پرستی ہونے سے شیطان مایوس ہو چکا ہے۔مسلم کی روایت کے مطابق جس میں "في جزيرة العرب" کا اضافہ بھی ہے۔امام نوویؒ فرماتے ہیں۔کہ یہ حدیث جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔یعنی جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی کے مطابق جزیرۃ العرب میں بت پرستی نہیں ہوگی۔لیکن اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطان جزیرۃ العرب میں بت پرستی ہونے سے مایوس ہو چکا ہے' یعنی اسلام کی ترقی' اور استحکام کو دیکھ کر شیطان مایوس ہو گیا اور اس کو بالکل یہ امید نہ رہی کہ پھر کبھی جزیرہ العرب میں بت پرستی ہوگی۔پس اگر خدانخواستہ کبھی جزیرۃ العرب میں بت پرستی ہو جائے بھی' تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا' کہ شیطان کا گمان اور اندازہ غلط تھا' وہ مایوس ہو چکا تھا لیکن پھر بھی وہ چیز وجود میں آئی جس کے موجود ہونے سے وہ مایوس تھا۔لہذا حدیث پاک میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے وہ درست ہے چاہے شیطان کا تخمینہ درست ہو یا غلط اور اس اعتبار سے ترمذی کی حدیث باب' مسلم کے اضافہ کے بغیر بھی درست رہے گی۔کیونکہ حدیث باب میں تو ''فی جزیرۃ العرب'' کی قید نہیں ہے۔بلکہ اس

میں ''مصلین'' نماز پڑھنے والے یعنی مومنین عام ذکر ہے اور اکثر محدثین نے شیطان کی عبادت سے ہر قسم کے کفروشرک مراد لے لیا ہے۔ کیونکہ تمام اقسام کفر شیطان ہی کے بتلانے سے اختیار کئے جاتے ہیں جو کہ دراصل شیطان کی عبادت کرنا ہے۔ پس اس اعتبار سے حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا کہ مومنین پھر کبھی کفر اور شرک اختیار کر کے اس کی عبادت کریں۔لیکن بسا اوقات اس طرح ہوجاتا ہے کہ بعض لوگ ایمان لانے کے بعد پھر کفروشرک میں مبتلا ہوکر مرتد ہوجاتے ہیں۔پس دنیا میں کسی بھی مقام پر یا جزیرۃ العرب میں کسی کا مرتد ہوکر کفر اختیار کرنے سے شیطان کا اندازہ تو غلط ثابت ہوگا لیکن حدیث کے معنی میں کچھ نقص نہیں آئیگا۔

شیطان کی ایک خطرناک چال: ولكن في التحريش بينهم : لیکن شیطان اس بات سے مایوس نہیں ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور جھگڑے پیدا کر کے فتنہ وفساد برپا کردے۔

امام ترمذیؒ نے تباغض (ایک دوسرے کے ساتھ بغض کرنا) کے باب میں اس حدیث کو ذکر کیا۔یہی چیز ہے جس کی شیطان کو امید ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کیخلاف بحث مباحثہ جنگ وجدل اور بغض وحسد میں مبتلا کر کے انکے درمیان جھگڑے اور فسادات برپا کردوں گا۔اور اس طریقے سے انکے دین ودنیا دونوں برباد کردونگا۔مسلمانوں کے لئے اس ارشاد مبارک میں بہت ہی ضروری اور اہم سبق موجود ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ (فداہ ابی وامی) نے اپنی امت کو شیطان کی ایک خطرناک چال کی نشاندہی کی ہے کہ جب شیطان مسلمانوں کو واپس کافر ومرتد بنانے میں ناکام ہوجاتا ہے۔تو شیطان یہی چال اختیار کرے گا کہ ان کے درمیان اختلافات پیدا کر کے ان کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کردے گا۔پھر وہ آپس میں بحث مباحثے کریں گے۔ایک دوسرے کے خلاف حجت بازی کریں گے' امت مختلف فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوگی ہر گروہ اپنے جھتے کو مضبوط کرنے کی فکر میں ہوگا' دوسروں سے نفرت کرنے لگیں گے۔بغض حسد اور نفرت کی فضاء بن جائے گی اور جھگڑے اور فساد پیدا ہوں گے۔اس طرح مسلمانوں کی قوت' قابلیت اور صلاحیت ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے لگیں گی اور یہی چیز ان کے دین ودنیا کی بربادی کے لئے کافی ہے۔

امت مسلمہ کی موجودہ حالات پر ایک نظر دوڑائیے تو پتہ چلے گا کہ شیطان نے امت کے درمیان اختلافات پھیلانے اور ان کے درمیان بغض وحسد اور نفرت پھیلانے کے لئے کتنی مضبوط بنیادیں کھڑی کردی ہیں۔ دیکھئے یہ مذہبی اختلافات اور چھوٹے چھوٹے مسائل کی وجہ سے امت میں مختلف فرقے بننا اور پھر آپس میں بغض وعداوت رکھنا اور پھر اسکی وجہ سے مسلم معاشرہ میں نفرت پھیل جانا' کیا یہ شیطانی چال تو نہیں جس میں وہ کامیاب رہا۔مسلمانوں کو چاہیے کہ شیطان کو خوشی کا موقع نہ دیں' آپس میں گروہ بندی اور فرقہ واریت کو ختم کریں اور ایک قوت بن کر باطل کا مقابلہ کریں۔